نظامِ کائنات

سَنُرِیهِمْ آیَاتِنَا فِی الْآفَاقِ

از مولانا حامد الانصاری غازی رفیق ندوۃ المصنفین

اسلام کی نظر میں زندگی کا تمام و کمال پھیلاؤ ایک ایسے ہم آہنگ مادی اور معنوی نظام کا نتیجہ ہے جو سرتاسر کائنات کی شکل میں ہے اور ہر حیثیت سے منجانب اللہ ہے۔

ہماری خداداد اجتماعی فطرت اول ہی سے ایک ایسے خدا ساز (Divine Creation) ماحول کی طالب تھی جو انسانیتِ عامہ کے لئے وطنِ اکبر کی صورت اختیار کر سکے۔ جہاں انسانیت پیدا ہو۔ پھلے پھولے، اٹھے، ابھرے، ترقی کرے اور اپنے حقیقی شرف کو پہنچے۔ یعنی وہ گہوارہ جہاں انسانیت پرورش پائے وہ جگہ جہاں انسانیت کی بنیاد استوار کی جائے اور اس کی عمارت کو بلند کیا جائے ——— یعنی وہ شش جہات، جہاں گردوپیش کی ہر ہر چیز انسانی زندگی کے لئے معاون نظر آئے۔ اور انسان کو اس عظیم خدمت کے بجا لانے میں سہارا دے جس کے لئے وہ ناموس الٰہی کی طرف سے مامور ہے۔

اس ماحول کا نام۔ عالم ہے یا عالمِ کائنات اور یہ کائنات مجموعہ ہے آسمان و زمین، مشرق و مغرب شمال و جنوب کا۔ اور ہر اُس شے کا جو اس دائرۂ شش جہات میں ہے۔

یہ کائنات بہ نظر ظاہر مادی ہے لیکن نگاہِ یقین سے دیکھئے تو اس مادی نظام سے اوپر ایک اور شے ہے اور وہ ہے وجود۔ جو اپنی اصل سے حق۔ اپنے اوصاف کے لحاظ سے کامل، بلکہ کامل تر۔ اپنی ذات سے یگانہ اور اپنے وجود کے اعتبار سے واجب ہے یعنی ——— واجب الوجود۔ اسلامی اجتماعیات میں اسی

واجب الوجود کا نام اللہ ہے اور اس کے ناموس کا نام ناموس الٰہی۔ اسلامی نظریہ کے مطابق تخلیقی ترتیب یہ ہے "کائنات کی پیدائش انسان کے لئے اور انسان کی پیدائش اللہ کے لئے"۔ بہ نظر ظاہر کائنات پر مادہ حاوی ہے۔ درحقیقت ایسا نہیں ہے۔ مادہ کائنات کے اندر ہے اس کے اوپر نہیں ——— اس کے اوپر وجود ہے۔ یہ وجود مادہ ہی پر نہیں بلکہ ہر شئے پر حاوی ہے۔ جو لوگ اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں — قرآن حکیم ان کو باخبر کرتا ہے، خبردار ہو جاؤ! بالیقین اللہ ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے (اَلَا اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ۝ ۲۵ ۱۴۱) پھر اس کی شان بھی سب سے اعلیٰ ہے (وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى) وہ اپنے کام میں سب کے اوپر ہے، سب پر غالب ہے (وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ ۲۱ ۱۲) یہ اور بات ہے کہ اکثر انسان اس حقیقت سے انکار کریں اور انکا انکار لاعلمی پر مبنی ہو (وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ ۲۱ ۱۲)

بے شک کائنات کا وجود ہے اور کائنات کا ظاہری قوام مادہ سے ہے لیکن یہ مادہ بذاتِ خود نہیں بلکہ وجودِ الٰہی کی کارسازی ہے، اللہ اس کائنات کا خالق ہے اور اس کی قدرت آسمان و زمین کے اس نظام پر متوازن تدبیر کے ساتھ متصرف ہے۔ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اللہ نے تخلیق عطا کی آسمان اور زمین کو۔ اور اسی میں نشان حجت ہے اصحاب یقین کے لئے۔ قرآن کریم۔

ہماری دنیا کے نظام کی پوری تاریخ۔ آغاز سے انجام تک درحقیقت خدا کی مرضی اور اختیار کی تاریخ ہے۔ اس نظام میں بھی جو اختیار نظر آتا ہے وہ بھی اسی کا عطا کردہ ہے۔ اس عالم کا سارا نظام اس کے منشاءِ کمال کی تصویر ہے۔ اس نظام کی وسعتیں اور اطراف و جوانب یہ ظاہر کرتی ہیں کہ اسلام انسانیتِ عامہ کے تصرفات کو محدود مادی ماحول ہی سے وابستہ نہیں سمجھتا بلکہ انسانی فطرت کو مادہ کی قید سے آزاد کر کے ایک مرکزِ کمال کی طرف لیجاتا ہے۔

قرآنِ حکیم میں نظامِ کائنات | قرآنِ حکیم انسانیت عامہ کے اجتماعی نظام سے پہلے نظامِ کائنات کا تصور پیش کرتا ہے۔ کیونکہ کائنات قالب ہے اور انسانیت، قلب، کائنات شگوفہ ہے اور انسانیت اس کا سب سے

زیادہ قیمتی پھول اور انسانیت کے شعبے اس کی پنکھڑیاں۔ یہ عالم کائنات، فطرت کے ان قوانین عامہ کا مظہر ہیں جن سے انسانی حیات کی نشاط قائم ہے کیونکہ اگر نظامِ عالم نہ ہوتا تو یہ قوانین اپنے لئے محل ہی نہ پاتے چونکہ ہماری اجتماعیات میں اللہ کا وجود، تمام موجودات کا مصدر اور مرجع ہے اس لئے قرآن میں نظام عالم کے ساتھ اللہ کا ذکر ضرور آتا ہے تاکہ انسانی علم اپنے ارتقائی مدارج میں اصل حقیقت سے جدا نہ ہوسکے۔

اب قرآنِ حکیم کے ایک ایک صفحے کو دیکھئے کس طرح اس عالم اور نظام عالم کے ہر ہر جز کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا گیا۔ (اولم ینظروا فی ملکوتِ السموات والارض وما خلق اللہ من شیٔ) انسانی نظر جو صبح وشام نور اور تاریکی کے بیشمار عنوانات کو دیکھتی رہتی ہے اس کو کہا جارہا ہے کیا دیکھنے والی نگاہیں اور نظر رکھنے والے انسان زمین وآسمان کی بادشاہی اور اس کے عجائبات کو نہیں دیکھتے اور کیا انھوں نے کائنات کی ان اشیاء پر نظر نہیں ڈالی جن کو اللہ نے تخلیق کی صورت دی ہے۔

دوسری جگہ انسان کامل کو دعوت نظر دی جاتی ہے۔ (اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللہَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ) کیا تونے اس پر نظر نہیں ڈالی کہ اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کو حکمتِ حق کے ساتھ پیدا کیا ہے۔" بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنی نظر کے پردوں پر کسی چیز کو آراستہ دیکھتا ہے مگر تنہا نظر انسانی علم کو مکمل نہیں کرسکتی۔ نظر کے غور وفکر کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن انسانی فکر کو بھی دعوت دیتا ہے کہ وہ متوجہ ہو۔ دل سے متوجہ ہو تاکہ بصیرت پر یہ ظاہر ہوجائے کہ یہ زمین، یہ آسمان، یہ کائنات اور جو کچھ اس میں ہے کس قدر قابلِ لحاظ ہے اور کس کی صناعی ہے۔ (اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِہِمْ مَا خَلَقَ اللہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ) سوال ہے انسان کی بصیرت سے اور انسانوں سے۔ کیا انھوں نے اپنے دل میں اس بات پر غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں کو، زمین کو اور (کائنات کی) ان اشیاء کو جو ان کے مابین ہیں پیدا کیا ہے مگر تدبیر کے ساتھ۔"

نظامِ ارضی | اس کائنات کی دو بڑی تقسیمیں ہیں ارض وسما (زمین اور آسمان) قرآن زمین کے سادہ نقشے

میں علم وحکمت کا رنگ بھرتا ہے۔ ارض کی تخلیق کے ساتھ اس کے فوائد اور منافع، مادی استعداد اور اقتصادی اہلیت اور اس کے ذریعۂ معاش ہونے کی حقیقت بیان کرتا ہے۔ (واللّٰہُ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًاہ ۱۹/۷۱) ذکر ہے زمین کی اس حیثیت کا جو بصورت فرش نظر آتی ہے ارشاد ہے اور اللہ نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا۔ سوال پیدا ہوتا ہے اس تخلیقی صورت اور حیثیت کا فائدہ؟ جواب ملتا ہے لِتَسْلُکُوْا مِنْھَا سُبُلًا فِجَاجًا) تاکہ تم اس کی کشادہ راہوں (شاہراہوں) پر چلو۔"

ایک دوسری جگہ زمین کی دو اور حیثیتیں آشکار کی جاتی ہیں (وَھُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْھَا رَوَاسِیَ وَاَنْھَارًا ۳/۱۳) اور اللہ وہ ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ قائم کئے اور نہریں! زمین پر نہریں جاری کی گئیں ان سے زمین کو سیراب کیا گیا۔ پھر اس مرحمت کا نتیجہ انسان کے لئے کیا ظاہر ہوا۔ بیک نظر اس کو بھی دیکھ لیجئے۔

(۱) وَاَنْبَتْنَا فِیْھَا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنٍ ۱۹/۱۵ "اور روئیدگی عطا کی ہم نے اس (زمین) میں ہر شئے موزوں کو"

(۲) وَاَنْبَتْنَا فِیْھَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ بَھِیْجٍ ۷/۵۰ "اور روئیدگی عطا کی ہم نے اس میں ہر قسم کی خوش آئند چیز کو"

(۳) وَالْاَرْضَ وَضَعَھَا لِلْاَنَامِ ۱۰/۵۵ "اور زمین ہے کہ اس کو وضع کیا ہے عوام کے لئے"

(۴) فِیْھَا فَاکِھَۃٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَکْمَامِ ۱۱/۵۵ "اس زمین میں میوہ ہے کھجور ہے خوشہ دار"

قرآن حکیم زمین کو پیداوار کا سرچشمہ قرار دیتا ہے پھر کہتا ہے (رَزَقَکُمْ مِنَ الطَّیِّبٰتِ ۶۴/۴۰) تمہاری روزی پاک اور پاکیزہ اشیاء میں ہے۔ (کُلُوْا مِنْ رِزْقِہٖ ۱۵/۶۷) کھاؤ اس کی عطا کردہ روزی (وَجَعَلْنَا لَکُمْ فِیْھَا مَعَایِشَ ۲۰/۱۵) ہم نے تمہارے لئے اس (زمین) میں معاش زندگی کا سامان رکھا ہے۔

نظامِ سماوی | نظامِ فلکی۔ تَبٰرَکَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْھَا سِرَاجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا۔۔۔ کائنات کا دوسرا بڑا عنصر آسمان اور وہ فضا ہے جو چاند تاروں اور ماہ پاروں سے منور ہے۔ نظام کائنات میں ہمارے نظر کے آسمان کا بڑا درجہ ہے۔ آسمان خود حیرت انگیز صنعت ہے۔ آسمان کے عناصر میں سے ہر عنصر

بجائے خود مافوق العادۃ حقیقت نظر آتا ہے۔ قرآن حکیم زمین کے حقایق کی طرح آسمان کے مادی جواہر کو بھی مکمل طور پر انسان کے سامنے پیش کرتا ہے۔ یہ جواہر جو قرآن حکیم کے بہت سے پاروں میں جا بجا نظر آتے ہیں یہاں نظر و فکر کے لئے یکجا پیش کئے جاتے ہیں۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ "اور اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ
وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ (۲۵) آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں۔"
وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا (۵۵) "اور اس نے آسمان کو بلند فرمایا"
اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ "کیا انھوں نے نظر نہیں ڈالی آسمان کی طرف اپنے اوپر ہم نے کیسی
كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا (۵۰) صنعت دکھائی ہے اور اس کو کس طرح زینت دیکر آراستہ کیا ہے"

آسمانی نظام میں چاند، سورج، ستارے زبردست مادی اہمیت رکھتے ہیں قرآن ان کے متعلق ارشاد فرماتا ہے

وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ (۴۱) "ہم نے مزین و منور کیا آسمانِ دنیا کو چراغوں، قمقموں سے"
اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (۵۵) "سورج اور چاند اپنا ایک حساب رکھتے ہیں"
وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ "سورج۔ چاند، ستارے، مسخر ہیں اور تابع امر"
مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ (۱۶)
وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا (۳۶) "سورج متحرک ہے اپنے مستقر (مرکز) پر"
وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ (۳۶) "اور چاند؟ اس کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کردی ہیں!"

نظامِ کائنات کے عناصر ترکیبی | اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ علی الاعلان سن لو۔ پیدائش اور حکم اسی کا حق ہے، اس نظام کائنات کا پروردگار اللہ تبارک اور معزز ہے۔

قرآنِ حکیم، زمین و آسمان سے گذر کر نظامِ کائنات کی ایک ایک مخلوق کا ذکر کرتا ہے۔ ہر شے کی حقیقت اظہار و بیان کے مرکز پر آتی ہے۔ اس کے پیدا ہونے کی حکمت واضح کی جاتی ہے۔ اس کے فوائد کی

تصریح ہوتی ہے۔ اس کی منفعت کے حقائق روشنی میں لائے جاتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اس خوبی سے ہوتا ہے کہ انسان یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ کائنات لاتعداد عناصر، اشیاء اور اجزاء سے مرکب ہے، ان اجزا کی شیرازہ بندی ایک نظام کرتا ہے اور یہ نظام قدرت حق کی صورت میں ہر ہر شے پر حاوی ہے۔

ان عناصر کے ذکر میں سب سے زیادہ انسان کا ذکر آتا ہے تو قرآن حکیم اعلان کرتا ہے (خلق الانسان) انسان پیدا ہوا۔ انسان کی دسترس اور معاشی احتیاج کے لئے حیوان کا نام زبان پر آتا ہے تو قرآن کے الفاظ اس کی حقیقت کو بھی سامنے لے آتے ہیں (والانعام خلقھا لکم) چوپائے تمہاری ضرورت اور تمہاری منفعت کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔ جب ان کی منفعت کو ذہن نشین کرنا ہوتا ہے تو قرآن کے الفاظ اس کو بھی بیان کر دیتے ہیں۔ (فِیْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ) ان کی منفعت یہ ہے کہ ان میں جاڑوں کا سامان (اون کی شکل میں) ہے اور بعض تمہارے کھانے میں آتے ہیں۔ بہت سے حیوان ہیں کہ وہ انسان کے سفر کا سہارا بنتے ہیں قرآن کا دامن ان کے ذکر سے بھی خالی نہیں۔

(۱) وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ (النحل ۱۶) — (یہ چوپائے) بار اٹھا کر لیجاتے ہیں اُس شہر کی طرف جہاں تم پہنچ ہی نہیں سکتے جبتک کہ تمہاری جان مشقت میں نہ پڑے۔

(۲) وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ط — اور گھوڑے۔ خچر اور گدھے پیدا کئے ہیں تاکہ تم ان پر چڑھو اور ان سے زینت حاصل کرو۔

ہم دیکھتے ہیں کہ نظام عالم میں رات اور دن ہمارا احاطہ کئے ہوئے ہیں زندگی دن کی سرحد سے رات کی سرحد میں داخل ہوتی ہے اور رات کی سرحد سے دن کی سرحد میں۔ انسان پیدا ہوتا ہے تو دن میں یا رات میں جان دیتا ہے تو دن میں یا رات میں،

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے عمر یونہی تمام ہوتی ہے

دن اور رات زندگی کے دو پیمانے ہیں۔ قرآن حکیم ان دونوں کی معنویت کو کتنے مختصر الفاظ میں

پیش کرتا ہے (ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ اللَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَالنَّھَارَ مُبْصِرًا) اللہ نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ اس کے دامن میں سکون حاصل کرو اور دن بنایا نظر کو کارآمد بنانے والا، دکھلانے والا۔

نظامِ عالم میں بحر و بر دو بڑے منطقے ہیں۔ انسان کی اجتماعی زندگی میں ان دونوں کا بڑا حصہ ہے انسان دونوں پر اپنا اقتدار رکھتا ہے اور جہاں اقتدار میں کمی ہے اس کو درجۂ تکمیل تک پہنچانا چاہتا ہے قرآنِ حکیم اس سلسلہ میں انسانی فطرت سے قریب تر ہو کر بحر و بر پر انسانی اقتدار کا اعلان کرتا ہے۔ (وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ وَحَمَلْنٰھُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ) حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اولادِ آدم کو اقتدار عطا کیا اور وسائل نقل و حمل کے طور پر ان کو بحر و بر پر سواری دی۔ اور پھر ان کو روزی کا ذریعہ بنایا اور ہم نے ان کو روزی بھی پاکیزہ اشیاء سے عطا فرمائی۔ بحر و بر میں بحر یعنی سمندر کو جو اہمیت حاصل ہے وہ آج پہلے سے زیادہ حقیقت کی صورت میں نظر آتی ہے۔ آج بھی طاقتور قوموں کی قسمت کا فیصلہ، خشکی کی پشت پر نہیں بلکہ تری کے سینہ پر ہوتا ہے۔ سمندر کی ایک عظیم منفعت بحری تجارت ہے۔ اس تجارت سے قوموں کی معاشی قسمت بنتی ہے اور اس کے بگڑنے سے بگڑتی ہے۔ یوں تو اس نظامِ عالم میں کوئی شے بیکار نہیں لیکن قرآن کا قول حق یہ ہے کہ بحری جہازرانی معیشت و اقتصاد کا نمایاں ذریعہ ہے (رَبُّکُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَکُمُ الْفُلْکَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ) تمہارا پروردگار، روزی رساں، وہ ہے جو تمہارے لئے جہاز چلاتا ہے سمندر میں تاکہ تم اس کا فضل (اپنی روزی) تلاش کرو۔

قرآنِ حکیم کا دامن ان اشیاء کے ذکر سے معمور ہے جو ہمارے نظامِ زندگی کا حصہ ہیں اور جو اس کائنات کی تنظیم میں اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اس نظام کے مقصد کو پورا کر رہی ہیں۔ یہاں ان منتشر اشیاء کو ایک صفحہ پر شیرازہ بندی کی صورت میں دیکھئے۔ ذکر ہے پانی کا اور اس کے منافع کا۔

(۱) وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ — ہم نے پانی کو ہر شئے کیلئے ذریعہ حیات بنایا۔

(۲) مِنْہُ شَرَابٌ۔ — اس پانی سے تم پیتے ہو۔

(۳) ومنہ شجرٌ فیہ تُسِیْمُوْنَ ۔ اور اسی سے درخت (ہرے بھرے) ہوتے ہیں جن میں تم چراتے ہو۔

(۴) ینبت لکم بہ الزرعَ والزیتونَ والنخیل (یہ پانی) تمہارے لئے کھیتی اگاتا ہے، زیتون (تیار) کرتا ہے اور

والاعنابَ ومن کل الثمرات (النحل ۱۶) کھجوریں، انگور اور ہر قسم کے پھل۔

یہی نہیں بلکہ وجود مطلق نے اس زمین پر طرح طرح کی چیزیں، قسم قسم کے پھل، رنگ برنگ کے پھول وجود پذیر کئے۔ تاکہ غور کرنے والے غور کریں کہ اس نظام کے عجائبات کی حقیقت کیا ہے اور اس کائنات میں موجودات کس مقصد و منشار کے ماتحت موجود ہیں۔ (وَمَا ذَرَأَ لَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُہٗ اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَاٰیَۃً لِقَوْمٍ یَذَّکَّرُوْنَ ہ النحل ۱۶)

اگر ایک سعادتمند انسان نظر کی صداقت کا سہارا لیکر اٹھے تو اس کو قرآن کا ہر صفحہ نظامِ کائنات کی ہر حقیقت سے مزین ملیگا۔ اگر ایک ارجمند قوم اپنے نورِ یقین سے مشعل روشن کرکے اس کی روشنی میں قرآن کو دیکھے تو اس کو صاف نظر آئیگا کہ قرآن اجتماعیات کا ایک دستور رکھتا ہے اور یہ دستور ہر ہر لفظ کے اعتبار سے عقل و دانش کے دستور سے مکمل مطابقت رکھتا ہے۔ قرآن کا ہر صفحہ شہادت دیگا اور یہ شہادت آنکھوں سے دیکھی جائیگی اور کانوں سے سنی جاسکے گی کہ اسلام کا تصور اجتماعی حیثیت رکھتا ہے اس کی اجتماعیت کی بساط پر کائنات کے نظامِ عمومی کا ایوان رفیع کھڑا ہے اور اس ایوان میں انسان کا نظامِ اجتماعی آسودۂ حیات ہے کائنات کا نظام مکمل نظام ہے اس نظام کے اجزار ہیں اور ہر جز کو اپنے کل سے نسبت ہے۔ تمام اجزار کی تمام نسبتیں جب اللہ کے مرکزی تصرف میں آجاتی ہیں۔ ان کی مادیت (کسی نہ کسی دن باطل ہوجانے والی مادیت) وقتی طور پر ہی ہی۔ ایک وقت مقرر ہی کے لئے ہی۔ مگر ایک حقیقتِ اجتماعی بن جاتی ہے۔ انسان دیکھتا ہے کہ آسمان و زمین، عجائبات قدرت کے آئینہ دار ہیں۔ اجرام فلکی اور اشیارِ ارضی ایک ابدی حقیقت (قدرت) کے حکم سے اپنا اپنا وظیفہ وقت پر بجا لا رہے ہیں تو حیران ہوجاتا ہے، تھوڑی دیر کے لئے ہر چہار طرف سے اپنی روشن نظروں کی تمام کرنوں کو سمیٹ لیتا ہے اور صرف

ایک طرف نظر بلند کر کے ایک ازلی اور ابدی ہستی کا نام لیکر بے اختیار بول اٹھتا ہے" ربنا ما خلقت هٰذا باطلاً" پروردگار یہ کائنات اور اس کا نظام جو کچھ بھی ہے ہرگز ہرگز باطل نہیں۔ درحقیقت یہ اعترافِ حق تھا۔ کیسے ممکن تھا کہ حق ظاہر ہوتا اور انسان کا دل اس کو محسوس بھی کر لیتا اور انسان کی زبان دل و نگاہ سے پیچھے رہ جاتی۔ انسان جان چکا ہے کہ یہ سارا کارخانہ ایک تدبیر کے ساتھ چل رہا ہے اور وہ یہ بھی سن چکا ہے کہ اس کارخانہ کا موجد اللہ ہے (خالق کل شئ) ہر چیز کا پیدا کرنے والا (علی کل شئ قدیر) ہر ایجاد پر قادر اور قرآن کی زبان سے یہ بھی معلوم کر چکا ہے کہ تم اللہ کے تخلیقی کام میں ذرا فرق نہیں پاؤ گے

(ما ترٰی فی خلق الرحمٰن من تفاوت)

یہ سارا نظام۔ ایک نظام ہے۔ تماشہ نہیں۔ انسان دیکھ رہا ہے اور نظر سے کام لیکر اور دیکھ سکتا ہے، زمین و آسمان کے روشن قمقمے (ارضی ذرے اور فلکی ستارے) اور ان کے ماحول میں جو کچھ بھی محض تماشہ کی طرح بے مقصد نہیں ہیں بلکہ انکی مجموعی حیات ایک تنظیم ہے۔ مرتب! ایک تشکیل ہے۔ کار آمد ایک ترتیب ہے مقرر، تماشہ نہیں۔ ایک مادی نظام ہے ابدی حقیقت پر گواہ۔

(۱) اِنَّا کُلَّ شَئٍ خَلَقْنَاهُ بقدر۔	ہم نے (اس کائنات میں) ہر شے مقرر اصول پر پیدا کی ہے۔
(۲) وکلّ شئٍ عندہ بمقدار	"اور ہر ایک شئے۔ اس کے نزدیک ایک مسلمہ مقدار پر ہے"
(۳) وما خلقنا السمواتِ والارض وما بینھما لٰعبین ۰ ما خلقنٰھما الا بالحق۔	ہم نے زمین و آسمان کو اور جو (اشیا) ان کے مابین ہیں تماشہ کی حیثیت سے پیدا نہیں کیا۔ ان کو پیدا کیا ہے۔ تدبیر سے۔